حافظ مقبول احمدؒ کا سانحی خاکہ تاریخ ساز شخصیت

از حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ

حضرت حافظ مقبول احمدؒ تقسیم ہند سے قریباً نو سال قبل متحدہ ہندوستان میں کھیم کرن ضلع لاہور سے شمال مغرب میں واقع گاؤں کلس میں زمیندار راجپوت گھرانہ میں تولد ہوئے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے

مقبول احمد بن میاں رحیم بخش بن اسماعیل خان بن بہاول خان بن بلند خان بن وسن خان یہ نسب نامہ کلس کی اولاد سے حکیم خان تک منتہی ہے اور کلس کا اصل جنڈیالہ کلساں ضلع شیخوپورہ سے تھا تین ہزار ایکڑ رقبہ پر آکر اس نے گاؤں ہذا آباد کیا تھا حافظ صاحب چھ بھائی دو بہنیں تھے یہ سب سے چھوٹے ہیں ان کے دو بھائی اور ایک بہن پہلے فوت ہو چکے تھے موجود تین بھائی ایک بہن سب کے سب صاحب اولاد ہیں حافظ صاحب کے دو بچے ہیں جو شارجہ میں مقیم ہیں بڑا عبدالسنان مدنی اس کی عمر قریباً چوبیس سال ہے چھوٹا عبدالسنان مکی اسکی عمر اندازاً بائیس سال ہوگی۔ مدنی چونکہ مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوا اس لئے اسے مدنی کہا جاتا ہے اور عبدالخالق مکہ مکرمہ میں پیدا ہوا اس مناسبت سے مکی کہا جاتا ہے دینی ضروری معلومات کے ساتھ ثانوی تعلیم انہوں نے شارجہ سے حاصل کی۔ والد کی بیماری کی وجہ سے ملازمت کرنے لگے ہیں۔

مرحوم کے عمود نسبی میں علمی روشنی کا اگرچہ فقدان تھا لیکن رہا علم سے الفت و محبت اور میل ملاقات اور تعلقات کی بناء پر علم دوستی ضرور تھی ہمارے دادا جان گاؤں کے نمبردار ہونے کے باوجود مسجد سے قلبی تعلق رکھتے تھے یہاں تک کہ رات مسجد میں بسر کرتے بسا

اوقات تہجد کے وقت جنات پاؤں کا انگوٹھا پکڑ کر جگا دیا کرتے تاکہ قیام اللیل کے سرور سے مستفید ہوں۔ ہمارے عمر رسیدہ بزرگ بیان کرتے ہیں کہ گاؤں میں سب سے پہلے شرک وبدعت سے مبرا منزہ' صحیح عقیدہ اختیار کرنے والے حافظ صاحب کے نانا جان میاں محمود مرحوم تھے ان کو یہ توحیدی روشنی میر محمد گاؤں کے اہل علم سے حاصل ہوئی تھی ہماری مسجد کے اندرونی حصوں میں ایک پکی قبر تھی جس کی جہلا قوم پوجاپاٹ کرتے تھے صاحب قبر کے نام پر نذر ونیاز کے علاوہ اسے محل استغاثہ اور قاضی الحاجات سمجھا جاتا تھا مشار الیہ بزرگ نے اسے گرا کر زمین کے برابر کر دیا اور فصلی بٹیر جو وقتاً فوقتاً محض حصول زر کے لئے جمع ہوتے تھے ان کا راستہ مسدود کر دیا اس طرح گاؤں کو شرکیات سے پاک کر دیا گیا پھر علما کی آمدورفت کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہوگیا ہر طرف توحیدی واسلامی روشنی پھیلنے لگی پھر مولانا الہ بخش مرحوم کی علم دوستی اور فن طبابت نے چار چند لگادیئے اس سے مزید منزل مقصود قریب تر ہوتی گئی اس دوران ہمارے ہی خاندان سے منسلک مولانا محمد عبداللہ کلسوی مرحوم نے مدرسہ غزنویہ امرتسر سے سند فراغت حاصل کر کے واپس آکر قوم میں دعوت وتبلیغ کے فریضہ کا آغاز پورے انہماک سے کر دیا۔ روزانہ بعد از نماز فجر قرآنی دروس کا اہتمام فرمایا۔ یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کرڈالا۔ تقسیم کے بعد بھی اس مبارک عمل کو جاری رکھا۔ ان کی مسلسل جہد کے نتیجہ میں سرہالی کلاں میں مدرسہ تحفیظ القرآن کا قیام عمل میں آیا جو چشمۂ سیرابی آج تک جاری ہے اس کے مدرس اعلی قاری خدا بخش مقرر ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو لحن داؤی کے وافر حصہ سے نوازا ہے آج کل وہ ضلع خانیوال کے ایک گاؤں میں پیرانہ سالی کی منزلیں طے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اوقات وعمر میں برکت فرمائے' آمین۔ عشرہ پچاس کے اوائل میں مرحوم نے سرہالی کلاں میں دیگر شرکاء دراسہ سمیت حفظ کا آغاز کیا جو تین سال کی حدود میں اختتام پذیر ہوا آپ کی ذہانت وفطانت کی بنا پر محترم قاری صاحب کو ہونہار شاگرد سے بہت زیادہ پیار ومحبت تھا حضر وسفر میں اسے اپنے ساتھ رکھتے تلمیذ اطاعت گزار نے بھی اپنے نابینے استاذ کی خدمت اس حد تک کی کہ ناشتہ اور کھانا گھر میں تیار کرانا اور کپڑے خود دھونا اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے

عرصہ بعد قاری صاحب کا نکاح ہوا تو اللہ نے انہیں بچہ عطا کیا حسن تفاؤل کی بنا پر اس کا نام بھی مقبول ہی رکھا پھر سالہا سال تک نماز تراویح کی امامت اپنے ہی گاؤں میں کراتے رہے البتہ ایک رمضان انہوں نے فیصل آباد شہر کے محلہ گلبرگ سی بلاک میں واقع مسجد الفردوس میں سنایا تھا جب وہ خوش الحانی سے تلاوت کرتے تو سبحان اللہ تو بڑا روح پرور منظر ہوتا تھا۔

الھم تقبل منہ تلاوتہ اناء اللیل واناء النھار

پھر ہمارے گاؤں کی ایک نیک صالح بزرگ ہستی حاجی عبدالعزیز جن کے روپڑی خاندان سے بڑے اچھے راہ رسم تھے انہوں نے ہمارے والدین کو راغب کیا کہ ان بچوں کو عالم بنانا چاہیے چنانچہ ان کی اجازت سے وہ ہم دونوں کو حصول علم کی خاطر مسجد قدس چوک دالگراں لاہور لے آئے اس وقت جامعہ اہلحدیث کا بڑا شہرہ تھا کیونکہ اساطین العلم اور شیوخ الشیوخ یہاں جمع تھے دنیا ان سے متعارف اور وہ سند کی حیثیت رکھتے تھے **مثل شیخنا مجتھد العصر حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی** اور ان کے برادر حقیقی حافظ محمد حسین امرتسری جن کو علوم وفنون میں بالخصوص ملکہ تامہ حاصل تھا۔ نیز مولانا قادر بخش بہاول پوری اور مولانا عبدالجبار اور مولانا محمد کنگن پوری معاون تحفتہ الاحوذی وغیرھم بھی لائق ترین اساتذہ شمار ہوتے تھے حضرت العلام محدث روپڑی نے مرحوم کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ فرمائی میزان الصرف سے لیکر اختتامی دراستہ تک اکثر اسباق ودروس انہی کے مرہون منت تھے دوسری جانب شاگرد نے بھی اپنے شیخ کی خدمت میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھی ہر چند مسابقت کے لئے کوشاں رہتے تھے یہاں تک کہ سن ۱۹۶۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔ محدث روپڑی کے چونکہ سعودی عرب کے ممتاز علماء مثل محمد بن ابراہیم آل الشیخ مفتی اعظم اور سماحۃ الشیخ ابن باز سے مثالی تعلقات تھے اس بنا پر ان کے دو شاگردوں ثناء اللہ اور عبدالسلام کیلانی کو بڑی آسانی سے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا۔ ۱۹۶۳ء کے کوٹہ میں حافظ صاحب مرحوم شامل ہوئے آپ نے تعلیم کا آغاز چونکہ ثانوی سے کیا تھا اس بنا پر آپ کو مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام کا ایک لمبا عرصہ میسر آگیا بلکہ بعد میں بھی اپنے تعلقات کی بنا

پر یہاں مقیم رہے حتی کہ دار الافتاء کی طرف سے بصورت ابتعاث تقرری معرض وجود میں آئی تو آپ متحدہ عرب امارات منتقل ہوئے وہاں مدیر مکتب الدعوۃ والارشاد شیخ عمر بن عبد العزیز العثمان تھے ان کے ساتھ مل کر دعوت و تبلیغ کے برنامج کو مرتب کیا جو تھوڑے ہی عرصہ بعد نتیجہ خیز ثابت ہونا شروع ہو گیا انہی دنوں ایک پاکستانی ایک بدعتی نے دوبئ میں پکی قبر کھڑی کر دی مدیر اور حافظ صاحب کے علم میں جب یہ بات آئی تو انہوں نے جذبہ جہاد کے پیش نظر راتوں رات اسکو اکھاڑ پھینکا اس کے بعد آج تک پورے امارات میں کوئی ایک بھی پکی قبر موجود نہیں۔ بلکہ داعیان شرک وبدعت کے لئے آج بھی دروازے بند ہیں۔ سرعام خرافات کی تبلیغ نہیں کرسکتے بالخصوص شارجہ وغیرہ جہاں موحدین کی اکثریت ہے۔

دوسری طرف مرحوم نے دیکھا کہ ہمارے علاقوں کے (ہندوستان' پاکستان وغیرہ) رہائشی یہاں منتشر ہیں ان کا کوئی نظم ہے اور نہ کوئی صالح قیادت جو سب کو یکجا جمع کرسکے تو آپ نے موضوع ہذا پر غور وخوض شروع کر دیا اس اثناء میں رب العزت نے مجھے وہاں دورہ کرنے کی توفیق بخشی تو میں نے اکثر وبیشتر پروگراموں میں اس فکر کو موضوع بح'ث بنائے رکھا ید اللہ الجماعہ جس سے ساتھیوں کو ذھن سازی میں معاونت حاصل ہوئی میرے بعد سید بدیع الدین صاحب شارجہ تشریف لے گئے انہوں نے مزید اس کام کو آگے بڑھایا بلکہ اس مساعی کے نتیجہ میں جماعت اہلحدیث معرض وجود میں آئی جس کا امیر حافظ مقبول احمد مرحوم و مغفور کو منتخب کر لیا گیا۔ موصوف نے رات دن محنت شاقہ سے جماعت کو ترقی کے زینہ تک پہنچایا پورے متحدہ عرب امارات میں مدارس کا جال بچھادیا اور جگہ جگہ دعوتی و تبلیغی حلقہ جات قائم کر دیئے جہاں ہر ہفتے دعاۃ مبلغین کے منعقد اجتماع دعوتی امور کا جائزہ لیا جاتا اور عوا سے رابطہ میں استحکام پر تدبر و تفکر کیا جاتا دوسری طرف دار الضیافہ (مہمان خانہ) کا اہتمام دو طرح سے کیا گیا ایک عمومی دوسرا خصوصی عام مہمانوں کے لئے انتظام وانصرام شارجہ کے جماعتی مرکزی دفتر میں اور خصوصی وفود اور اہل علم کے لئے اہتمام حافظ صاحب کے گھر پر ہوا کرتا تھا موصوف مہمان نوازی کرکے خوشی کا اظہار فرماتے ان لحات کو ذخیرہ عقبی تصور کرتے پھر سفراء مدارس و مساجد

اور محتاجوں کا تعاون خود کرتے حکومت اور اہل خیر سے بھی کراتے مالی اعانت میں علماء و دانشور حضرات کی خصوصی حوصلہ افزائی فرماتے جسے مقدور بھر مخفی رکھنے کی سعی کرتے تاکہ علما کے وقار کو آنچ نہ آنے پائے ارباب حل وعقد کے ہاں آپ کے توصیہ (سفارشی لیٹر) کی حیثیت سند کا درجہ رکھتی تھی طویل اور شدید بیماری کے باوجود ارباب اقتدار بسلسلہ تزکیہ اور توثیق آپ ہی کیطرف رجوع کرتے تھے۔

مزید آنکہ آپ نے جدید تقاضوں کے پیش نظر شارجہ میں دو مدرسے کھول رکھے ہیں ایک لڑکوں کے لئے جبکہ دوسرا لڑکیوں کے لئے مخصوص ہے ان میں جدید وقدیم علوم کے امتزاج کا عملی تجربہ شروع ہے جو نہایت کامیابی سے جاری وساری ہے ان سے مسلم قوم کے ہزاروں بچے اور بچیاں مستفیض ہو رہے ہیں پھر سلفی دنیا سے رابطہ کے لئے سالانہ عالمی کانفرنس کا اہتمام فرماتے پاک وہند سے اہل علم اور دانشوروں کو خصوصی دعوت پر بلایا جاتا ہر مبلغ کے لئے کم از کم بارہ مختلف موضوعات پر بارہ مقامات پر بارہ لیکچر دینے ضروری ہوتے جنکی پیشگی اطلاع ہر مبلغ کو کردی جاتی ہے تاکہ وہ مکمل تیاری سے پروگرام میں شریک ہو اور اہل ذوق کماحقہ مستفید ہوں یہ ایک انتہائی مبارک سلسلہ تھا جسے دیکھ کر رشک پیدا ہو تاکاش کہ ہمارے ہاں پاکستان میں بھی ایسی توفیق میسر آئے

یاد رہے کہ موصوف ۱۷ جنوری ۱۹۹۲ء سے فالج کے مرض میں مبتلا تھے یکم اگست ۱۹۹۴ء بروز سوموار صبح چار بج کر چالیس منٹ پر اتفاق ہسپتال لاہور میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شی عندہ باجل مسمی اللھم اغفر لعبدک مقبول احمد وارفع درجہ فی المھدیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین واغفر لنا ولہ یارب العالمین وافسح لہ فی قبرہ ونور فیہ